ہر موبائل رکھنے والے کے لیے ایک اصلاحی پیغام

"رسالہ"

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں میری بات

دفع نغمات الهاتف عن المساجد والمعابد

المعروف

موبائل ٹونز (TONES) اور خللِ نماز

از قلم

مولانا مفتی محمد راشد القادری مدظلہ العالی

دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ پہلوانی سبزی منڈی کراچی۔

باہتمام

حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اسماعیل نعیمی نقشبندی مدظلہ العالی

ناشر

رضا پبلشرز (گلشن اقبال)

پیش لفظ

الحمد للّٰه الذی ھدانا سواء الطریق و معل لنا التوفیق خیر رفیق والصلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین اما بعد! قال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

ورضیت لکم الاسلام دینا ترجمۂ کنزالایمان : اورتمہارے لئے اسلام کودین پسند کیا۔ اس آیت کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور العرفان میں فرماتے ہیں ، اجتہادی فرعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے اس لئے دینکم فرمایا مذھبکم نہ فرمایا۔

صحیح مسلم میں ہے، عن تمیم الداری ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال الدین النصیحة قلنا لمن قال للّٰہ ولکتابه ولرسوله ولائمة المسلمین و عامتھم یعنی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کی، فرمایا اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عوام کی۔ (صحیح مسلم، ج ا ص ۵۴ طبع قدیمی کتب خانہ)

اس حدیثِ مبارک کے تحت لفظ عامتھم کی شرح کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں، عام مسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ بقدر طاقت ان کی خدمت کرنا ان سے دینی و دنیاوی مصیبتیں دُور کرنا ان سے محبت کرنا ان میں علم دین پھیلانا، اعمال نیک کی رغبت دینا جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرے ان کیلئے پسند نہ کرنا۔

(مراۃ المناجیح، ج ۶ ص ۵۵۸ ضیاء القرآن)

جب سے موبائل فون عام ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک ہر کسی کو اس بات کا اندازہ ہے کہ موبائل ٹونز کی آوازیں صبح وشام مساجد میں سنائی دیتی ہیں، کبھی مساجد کے آئمہ کرام اور کبھی خطیب حضرات موبائل فون OFF کرنے کے اعلان کرتے نظر آتے ہیں تو کبھی نمازی خود آپس میں ایک دوسرے سے اس بات پر اُلجھتے نظر آتے ہیں کہ آپ موبائل فون کیوں بند نہیں کرتے کہ اسکی وجہ سے ہماری نماز میں خلل واقع ہوا ہے۔ دعوتِ اسلامی نے اقامت سے پہلے موبائل فون بند کرنے کے اعلان کو رائج کیا تا کہ لوگوں کو یاد آجائے اور وہ بند کریں۔ کسی نے موبائل فون بند کرنے سے متعلق اسٹیکر شائع کروا کر مساجد میں لگوا دیئے۔ الغرض یہ مشن ابھی جاری ہے کہ کسی طرح تو ان ٹونز کی آوازیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر سے ختم ہو جائیں۔

اسی عرصہ دراز میں کئی لوگوں نے یہ سوال کیا کہ اس کا کیا حل ہے کہ اگر کوئی شخص نماز شروع کرنے سے پہلے موبائل فون بند کرنا بھول گیا اور اثنائے نماز CALL آجائے اور مسجد میں آواز گونجنے لگے اور نمازیوں کو تکلیف ہو تو کیا نماز توڑ کر موبائل فون بند کرے یا دورانِ نماز ہی بند کرسکتا ہے؟ اور نماز میں کیا فرق آئے گا؟ کئی بار اس کا زبانی جواب بھی دیا چکا ہے لیکن اب ہم نے چاہا کہ اس اِصلاحی موضوع کو تحریری شکل میں لایا جائے تا کہ ہر کوئی اس سے استفادہ کر سکے اور ہمارے لئے صدقۂ جاریہ ہو جائے۔

گزشتہ رسالہ میں شیخ الحدیث جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی نے تصدیق فرما کر ہمارا حوصلہ بلند فرمایا تھا اور اس قابل کیا کہ اب یہ دوسرا رسالہ منظرعام پر آنے والا ہے اور اس موضوع میں میرے استاذ محترم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی نے میری رہنمائی فرمائی، میں ان کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں اللہ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد راشد القادری العطاری عفی عنہ

انتساب

یہ بندہ ناچیز اپنی اس مختصر سی علمی وفقہی کاوش کو اپنے پیر ومرشِد دامت برکاتہم العالیہ اور اپنے والِدَین کریمین کے نام اور بالخصوص والدہ ماجدہ (نوراللہ مرقدھا) کے نام منسوب ومعنون کرتا ہے اور اس کا ثواب ان کو ایصال کرتا ہے کہ جن کے فیض ونظرکرم اور دعاؤں سے آج اس راہ پر چلنے کے قابل ہوا، اور جب بھی کبھی حوصلہ اس راہ میں پست ہوا اور میرے قدم ڈگمگائے تو ان کی شفقتوں اور محبتوں بھرے الفاظ نے مجھے سہارا دیا، اور علم وعرفان کے اس سَمُندر میں غوطہ زن رہنے کی نصیحت کی اور میری والدہ ماجدہ (نوراللہ مرقدھا) نے میری جدائی برداشت کر کے مجھے اپنے آبائی شہر میر پور خاص سے کراچی علم دین کے حصول کیلئے روانہ کردیا اور بعد میں مجھے علم دین سیکھنے کیلئے اور دین اسلام کی خدمت کرنے کیلئے راہِ خدا میں ہی وَقف کردیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بخشش ومغفرت فرمائے اور ان کی قبر پر رَحمت ورِضوان کی برسات عطا فرمائے اور یہ علمی کاوش ان کیلئے باعث صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحلیم صدیقی ہزاروی مدظلہ العالی
رئیس دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ فرقان آباد پرانی سبزی منڈی کراچی

نحمدہ' و نصلی و نسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین اما بعد!

دفع نغمات الھاتف من المساجد و العابد نئے عنوان سے معنون تحریر دِل پذیر ہے۔ اِصلاح کے ساتھ ساتھ نمازی حضرات کو انتشار خشوع و خضوع سے بھی بچاتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ مسجدوں کو دنیاوی باتوں سے بچاتا ہے جیسا کہ ابن ہمام شارح ہدایہ نے فرمایا، الکلام المباح فی المساجد مکروہ تاکل الحسنات ۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے، یعنی مباح کلام مسجد میں مکروہ جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ موبائل ٹون سب نمازی حضرات کا سکون اور کلام جائز بھی حسنات کو غارت کردیتا ہے۔ نیز کشف الغمہ جلد اوّل میں صفحہ ۸۱ پر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں شور مچانے والے کو دُرّے مارے تھے۔ مشکوٰۃ شریف میں صفحہ ۷۱ پر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد سے متصل چبوترہ بنادیا تھا کہ لوگ اس پر باتیں کریں اور مسجد شور وغل سے محفوظ رہے۔ نیز ایک رِوایت میں ہے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا تو امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ میں ان دونوں کو حاضر لایا فرمایا تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہم طائف کے رہنے والے ہیں فرمایا اگر تم اہلِ مدینہ میں سے ہوتے تو تمھیں میں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔ بیہقی میں ہے، نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں دُنیا کی گفتگو کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ قریبِ قیامت کی علامت ہے۔ لہٰذا مسجد میں موبائل کی سیٹیاں بجنے سے متعلق فاضل مضمون نگار نے تفصیل سے لکھ دیا ہے، چونکہ یہ موبائل جدید آلات میں سے ہے اور اس کا استعمال بھی زیادہ ہو رہا ہے لہٰذا مسجدوں کو اس شور شغف سے بچانا بھی ضروری ہے اور نمازیوں کے سکون کا بھی خیال رکھنا ہے۔ لہٰذا یہ تاثر عام ہونا چاہئے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی موبائل کو توجہ سے بند کردینا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان کو جدید ضرورتوں کے دَور میں آنے والے مسائل پر ان کو گرفت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

اجازت نامہ

فاضل مصنف کی گزشتہ تحریر آرٹیفشل جیولری بھی ایک عمدہ تحقیق ہے اور موبائل ٹون پر بھی شاندار تحقیق فرمائی ہے۔

محترم جناب حضرت مولانا راشد القادری فارغ تحصیل دارالعلوم امجدیہ کراچی سے ہیں اور تخصص فی الفقہ کی تعلیم بالخصوص عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ سے حاصل کی اور فتویٰ نویسی کی تربیت کیلئے مختلف دارالافتاء مثلاً دارالافتاء قطب مدینہ شاہ فیصل کالونی اور مجلس دارالافتاء فیضانِ مدینہ میں حضرت مفتی فضیل رضا القادری العطاری کی زیر تربیت رہے، دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ میں باقاعدہ مجھ سے اور مفتی محمد اسماعیل نعیمی سے اپنے فتاویٰ کی تصدیقات فرماتے رہے ہیں۔لہٰذا فاضل مصنف اس بات کے مجاز ہیں کہ فقہ حنفی کی رو سے فتاوی علماءِ کرام کی تصدیقات صادر فرماسکتے ہیں۔

مفتی محمد عبدالحلیم صدیقی ہزاروی

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اسماعیل نعیمی نقشبندی مدظلہ العالی

مفتی درالافتاء دارالعلوم غوثیہ فرقان آباد پرانی سبزی منڈی کراچی

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

میرے محترم ومکرم حضرت علامہ مولانا محمد راشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ دفع نغمات الھاتف من المساجد والعابد (المعروف موبائل ٹونز اور خلل نماز) زیب نظر ہوا۔ فاضل نوجوان نے بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مائل بہ کرم ہوجاتا ہے تو طنابین کھینچ دی جاتی ہیں اور منزلیں سمٹ کر قدم بوس ہوجایا کرتی ہیں۔ کارواں کوئی بھی ہو جب ذوق وشوق اور اِخلاص کو اپنا امام بنا کر حقیقت و فطرت کی طرف گامزن ہوتا ہے تو جیت جاتا ہے۔ تمام اہل فن، اہل ذوق حلقہ بگوش کارواں ہوجاتے ہیں۔ فن محو بہار ہوکر اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا کردیتا ہے۔ میدانِ عمل وتحقیق میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے قدرت ہمدرد و مشکل کشا بن کر راز اُگلنے لگتا ہے، قلوب پر ایسے مکشوفات کا درد ہونے لگتا ہے کہ جو فن کے منتہا پر بھی ممکن نہیں ہوتا اور ایسا سب کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے فضل وکرم ہی سے ہوتا ہے۔

قادر مطلق نے فاضل نوجوان کو کلید تحقیق سونپ دی۔ آپ نے اپنی علمی اقدام سے ثابت کردیا کہ تحقیق وتدقیق (Research) کسی ایک فرد، قوم یا کسی ملک کے رہنے والوں کا ورثہ نہیں بلکہ ہر فرد، قوم اور ملک کے رہنے والوں کا حصہ ہے۔ فتح ونصرت ہمیشہ قانون قدرت کی ہوتی ہے حقائق وقوانین اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس میں ارتقاء مسلمہ ہے البتہ جو علم وعمل قرآن کریم وحدیث شریف کی تعلیمات کے مطابق نہیں غلط ہے۔

رِسالہ ھٰذا میں جس مسئلہ کی تحقیق درکار تھی اس کا مظہر اتم ہے۔ ربّ العالمین جل جلالہٗ مولانا صاحب کی علمی محنتوں اور کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رِسالہ ھٰذا کو ہر عام وخاص کیلئے مفید فرمائے۔ ایں دعا و جملہ جہاں آمین باد

خادم علماءِ اہلسنّت

دارالعلوم غوثیہ، پرانی سبزی منڈی کراچی

موبائل ٹونز (Tones) اور خَلَلِ نماز

افسوس صد افسوس! فی زمانہ مساجد میں مختلف موسیقی کی ٹونز اور بعض تو ریکارڈ شدہ گانے باجے بجتے سنائی دیتے ہیں اور اس سے زِیادہ افسوس اس بات کا کہ بعض لوگ تو مساجد میں آنے کے بعد بھی جان بوجھ کر موبائل فون اس لئے بند نہیں کرتے کہ بہت ضروری کال (Call) آنی ہے۔ ایسوں کے نزدیک شاید مساجد کے تقدس کا پامال ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا، ایسوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر مَدَنی اِلتجا ہے کہ خدارا مساجد میں جب ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے آئیں تو اپنے موبائل فون OFF یا SILENT کر دیا کریں۔

ابن ماجہ میں ہے، عن واثلہ بن الاسقع ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال جنبوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم و شرائکم و بیعکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم و اقامۃ حدودکم وسل سیوفکم واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشراء اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۵۴ طبع قدیمی کتب خانہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایۂ ناز تصنیف **بہارِ شریعت** میں دُرِّ مختار اور صغیری کے حوالے سے فرماتے ہیں، مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں اور نہ بلند آواز کرنا جائز۔ افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (ج ۱ صفحہ ۳ ص ۲۴۷ طبع شبیر برادرز)

جب مساجد میں فقط آواز بلند کرنا شریعت میں منع ہے تو گانے باجے اور ان کی ٹونز کا بلند ہونا کس قدر نا پسند ہوگا، ذرا ہم غور تو کریں کہ ہمارے آقا و ملجاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گانے باجے کی آواز سے کتنی سخت نفرت ہے۔ چنانچہ

سنن ابوداوٗد میں ہے، عن نافع قال سمع ابن عمر مزمارا قال فوضع اصبعیہ علی اذنیہ و نایٰ عن الطریق و قال لی یا نافع ھل تسمع شیأ قال فقلت لا قال فرفع اصبعیہ من اذنیہ و قال کنت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فسمع مثل ھذا فصنع مثل ھذا یعنی حضرت سیّدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک بار میں حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک راستے میں تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں اُنگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈال لیں اور اس راستے سے دوسری طرف ہٹ گئے، پھر دُور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا، اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں۔ تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے ہٹائیں اور فرمایا، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جو میں نے کیا۔ (سنن ابوداوٗد، ص ۶۷۴ طبع مکتبہ حقانیہ)

آہ صد کروڑ افسوس! ہمارے نبیِ کریم رؤفٌ رَّحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے جان نثار صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں اور راستہ بدل دیں اور ایک آج کے دَور کا مسلمان ہے کہ باہَر تو باہر خدا کے گھر میں بھی ان مذموم حرکات سے باز نہیں آتا۔

مشکوٰۃ المصابیح میں ہے، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من سمع رجلا ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لا ردھا اللّٰہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص مسجد میں کسی کو گمشدہ چیز (چیخ و پکار مچا کر) ڈھونڈتے سنے تو کہہ دے خدا تجھے واپس نہ دے کہ مساجد اس لئے نہیں بنیں ہیں۔

اس کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مراۃ المناجیح** میں فرماتے ہیں، یعنی چیخ کر شور مچا کر جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو (کیونکہ) مسجدیں دُنیاوی باتیں کرنے شور مچانے کیلئے نہیں بنیں، یہ تو نماز اور اللہ کے ذِکر کیلئے بنی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس شور مچانے والے کو سنا کر کہے تاکہ وہ اس سے باز آ جائے۔ (ج ا ص ۴۳۸ طبع ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ جب مساجد میں باتیں کرنے، چیخ و پکار کرنے، شور مچانے پر پابندی لگائی جا رہی ہے بلکہ ساتھ ہی سخت ناراضگی کا اِظہار کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ اس شور مچانے والے سے کہہ دو کہ تجھے تیری چیز ہی نہ ملے جس کیلئے تو نے اللہ عزّ وجل کے گھر میں شور مچا دیا ہے، یعنی یہ مساجد کا تقدس اور ادب سکھایا جا رہا ہے، تو جس کی وجہ سے اللہ عزّ وجل کے پاک گھر میں گانے باجوں کی آواز ہو تو اس کیلئے کتنا سخت حکم ہونا چاہئے اور بعض تو وہ ہیں جو جان بوجھ کر موبائل فون OFF یا SILENT نہیں کرتے، ایسوں کیلئے تو یہ کہہ دینا چاہئے کہ **تیرا موبائل فون ہی خراب ہو جائے** جس کی وجہ سے خدا کے گھر میں میوزک کی آواز بلند ہوئی۔ جس پاک گھر میں تلاوت کی آواز گونجتی ہو، ذِکر اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہوں وہاں گانے باجے اور ان کی ٹونز کی آوازیں گونجنا ربّ تعالیٰ کے قہر و جبر کو للکارنے کے مترادف ہے۔ امامِ اہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رسالت، مجدِدِ دین وملت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاویٰ رضویہ** میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے مسجد میں چلاّ چلاّ کر ذِکر کرنا شروع کیا، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نکلوا دیا۔ اب خواہ یہ نکلوانا اس بناء پر ہو کہ ان کے نزدیک ذکر جہر ممنوع تھا خواہ اس لئے کہ ان کے چلاّنے سے نمازیوں پر تشویش تھی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳ ص ۱۰۱۔ طبع رضا فاؤنڈیشن)

قرآن کریم وفرقان حمید کی سورۃ الاعراف میں ہے،

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (آیت نمبر:۲۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان : اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت صدرالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں، اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وَقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارجِ نماز اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

مگر افسوس کہ جماعت میں قرأت کے دَوران بھی موبائل ٹونز کی آواز نمازیوں کے خشوع وخضوع کے درمیان مخل (خلل ڈالنے والی) ہوتی ہیں اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ خود امام کی توجہ منتشر ہونے کے سبب سہو ہو جاتا ہے۔ شیطان مساجد میں بھی بندوں کا رابطہ اپنے مالک حقیقی سے نہیں ہونے دیتا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان موبائل ٹونز کے ذریعے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی کا جشن خدا کے گھر میں منا رہا ہے اور مومنوں کو ربّ تعالیٰ کی عطاء سے جو خوشخبری توجہ سے قرآن کریم اور وعظ ونصیحت سننے پر مل رہی ہے اس سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ سورۃ الزمر میں ہے،

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ (آیت نمبر:۱۷،۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان : تو خوشخبری سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں۔

معلوم ہوا توجہ سے قرآن کریم، ذکر خیر، وعظ ونصیحت سننا مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے اور اس میں دست اندازی کرنا، غل مچانا، بیہودی باتیں کرنا، فسقیہ اشعار پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دوران اس میں خلل ڈالنا مذہبی توہین اور خاص عادتِ کُفّار ہے۔ چنانچہ سورۃ حٰم السجدہ میں ہے،

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (آیت نمبر:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان : اور کافر بولے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید یونہی تم غالب آؤ۔

اس آیت کے تحت حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں، اہل مکہ میں سے کافر کہنے لگے اس قرآن کو مت سنا کرو اور اس کی تلاوت کے درمیان شور وغل مچا دیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ان میں سے بعض آپس میں ایک دوسرے کو کہتے کہ جب تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھو کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں تو تم ان کے سامنے رجز اور شعر کہا کرو یا لغو باتیں خوب کیا کرو۔ مجاہد نے کہا کہ یہاں شور وغل مچانے سے مراد تالیاں اور سیٹیاں بجانا ہیں۔ (ج ۸ ص ۳۸۱ طبع ضیاء القرآن)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت شور مچانا جس سے تلاوت کرنے والے کو دُشواری ہو، مشرکین کا دستور ہے۔ لہٰذا نمازِ باجماعت کے وقت مسجدوں کے پاس ڈھول باجے بجانا، وعظ قرآن پر شور مچانا حرام ہے۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو مسجدوں کے پاس کا تذکرہ فرمایا مگر افسوس اب تو حالت یہ ہے کہ مساجد کے قرب کی بات تو در کنار عین مساجد میں موبائل فون کے ذریعے بجنے والی ٹونیں اور گانے باجوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اللہ کے گھر میں اس قسم کے افعال خاص طریقۂ کفار ہے، اس کے بیان سے ہمارا مقصود استدلال نہیں بلکہ اِصلاح ہے کہ ہمیں چاہئے کہ کُفّار کے فعل خاص کی مشابہت تو دُور کی بات اس کی جھلک سے بھی بچیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی اس قسم کی عبادت کا ذِکر فرمایا۔ چنانچہ سورۃ الانفال میں ہے،

وما کان صلاتھم عند البیت اِلا مکاء و تصدیۃ (آیت نمبر:۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، قریش مکہ بیت اللہ میں آکر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور اسے عبادت جانتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو یہ لوگ یہ حرکتیں کرتے اور خوش ہوتے کہ ہم بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔

مفسر قرآن حضرت امام الحافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی اپنی معرکۃ آراء تصنیف تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں،

قال مجاھد و انما کانوا یصنعون ذلک لیخلطوا بذلک علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلاتہ و قال الزھری یستھزئون بالمؤمنین و عن سعید بن جبیر و عبد الرحمٰن بن زید و تصدیۃ قال صدھم الناس عن سبیل اللہ یعنی حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں حرج ڈالنا چاہتے تھے، امام زہری فرماتے ہیں کہ وہ اس طرح مومنین کا مذاق اُڑاتے تھے۔ سعید بن جبیر اور عبد الرحمٰن بن زید نے تصدیۃ کا معنیٰ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا بتایا۔ (ج ۲ ص ۳۰۸ طبع دار الفکر بیروت)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول پر ان کا سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی عبادت تھی۔ اور مجاہد اور مقاتل کے قول پر وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کیلئے ایسا کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر، ج ۵ ص ۴۸۱۔ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

امامِ اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رسالت، مجددِ دین وملت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے ایک سوال پوچھا گیا کہ کوئی مسجد میں باآواز بلند دُرود و وظائف خواہ تلاوت کر رہا ہو اس سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھنے میں بھی آواز کانوں میں پہنچتی ہے لوگ بھول جاتے ہیں خیال بہک جاتا ہے ایسے موقع پر ذکر بالجہر تلاوت کرنے والے کو منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی آہستہ پڑھنے کو کہنا بالجہر سے منع کرنا، اگر نہ مانے تو کہاں تک ممانعت کرنا جائز ہے؟ اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں، بے شک ایسی صورت میں اسے جہر سے منع کرنا فقط جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ نہی عن المنکر ہے اور کہاں تک کا جواب یہ کہ تا حد قدرت جس کا بیان اس ارشاد اقدس حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے، من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذل اضعف الایمان یعنی جو تم میں کوئی ناجائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دے بند کر دے اور اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اسے بُرا جانے اور یہ سب میں کمتر درجہ ایمان کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸ ص ۹۹ ۔ طبع رضا فاؤنڈیشن)

اسی طرح رَدُّ الْمحتار مع دُرّ المختار میں ہے، مساجد میں ذکر بالجہر کرنا جائز ہے، الا ان یشوش جرھم علی نائم او مصل او قاری البتہ اس صورت میں ذکر بالجہر جائز نہیں جب کسی سونے والے کی نیند، کسی نمازی کی نماز یا تلاوت کرنے والے کی تلاوت میں خلل کا اندیشہ ہو۔ (ج ۱ ص ۶۶۰ طبع دار الفکر بیروت)

یعنی اگر کسی نمازی یا قاری یا سونے والے کو بھی تکلیف ہو تو اس وقت بلند آواز سے ذکر کرنا منع ہے مگر یہاں تو حال ہی ابتر ہے کہ اللہ عزّوجل کے گھر میں اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر اسی کی عبادت کرتے وقت اسی کی مخالفت کرنا اور اس کے بندوں کو مذموم افعال کے ذریعے ایذا پہنچانا اور ان کی توجہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر لہو ولغو چیزوں کی طرف کر دینا درحقیقت اس کو ناراض کرنے والے اعمال ہیں جو کہ بہت ہی بڑی نادانی اور باعثِ محرومی ہے۔ جبکہ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ جیسا کہ درمختار میں ہے یعنی اگر نماز میں اپنی ٹوپی گر جائے تو (عمل قلیل) کے ذریعے اُٹھا کر پہن لینا افضل ہے اور اگر کسی اور نمازی کی ٹوپی وغیرہ گر جائے تو نہ پہننا افضل ہے تا کہ اس نمازی کی توجہ نہ بٹے اور اس کے خشوع وخضوع میں فرق نہ آئے۔

ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں سیٹیاں اور تالیاں بجانا کافروں کی نگاہ میں عبادت تھا اور ان کا مقصود اس سے نماز میں خلل ڈالنا اور ایذا پہنچانا تھا۔ فی زمانہ اگر ہم غور کریں تو یہ اندازہ ہوگا کہ سیٹیوں اور تالیوں سے کئی بڑھ کر اپنی طرف متوجہ کرنے والی Attentive Tones اور گانے باجوں کی آوازیں مساجد میں سنائی دیتی ہیں، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ ہمارا مقصود اس سے استدلال نہیں صرف اصلاح ہے کہ وہ کام جو کافر لوگ جان بوجھ کر اللہ کے گھر میں کرتے تھے اس سے زیادہ بگاڑ والے کام آج مسلمانوں سے انجانے طور پر یا سستی و کاہلی اور بھول کی وجہ سے ہوجاتے ہیں اگرچہ مسلمان مساجد میں ان افعال کو برا جانتے ہیں اور ان کا مقصود کسی کی نماز میں خلل ڈالنا بھی نہیں ہوتا لیکن اپنی حماقت، سستی و کاہلی کی بناء پر موبائل فون ON کرکے بغیر SILENT کئے نماز پڑھنا اور پھر جب کال آئے تو مستقل بجتے رہنا بہت بڑا حرج اور مسلمانوں کی نماز میں باعث خلل اور باعث ایذا رسانی ہے۔ اور مومنوں کو بلاوجہ شرعی ایذا پہنچانا حرام ہے۔

کنز العمال میں ہے، من اذی مسلما فقد اٰذانی و من اٰذانی فقد اذی اللہ (رواہ الطبرانی، ج۱۶ص۱۰ طبع موسسۃ الرسالۃ بیروت) یعنی جس نے کسی مسلمان کو (بلاوجہ شرعی) ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزّ وجل کو ایذا دی۔

جامع ترمذی میں ہے، لاتؤذوا المسلمین (جامع ترمذی، ج۲ص۲۴ طبع فاروقی کتب) یعنی مسلمانوں کو ایذا مت دو۔

اور جس کام کی وجہ سے مسلمان کو تکلیف ہوتی ہو اس کا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ مثلاً **بدائع الصنائع** میں ہے، انہ قال لعمر یا ابا حفص انك رجل قوی وانك تؤذی الضعیف فاذا وجدت مسلکا فاستلم والافدع و کبر و ھلل و لان الاستلام سنة و ایذاء المسلم حرام و ترك الحرام اولی من الاتیان بالسنة

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا، تم طاقتور آدمی ہو تم سے کمزوروں کو ایذا پہنچے گی پس جب تم راستہ پاؤ تو حجرِ اسود کو بوسہ دے لو، ورنہ چھوڑ دو اور تکبیر و تہلیل کہو، اس لئے کہ استلام سنت ہے اور مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے اور حرام کا ترک کرنا سنت بجالانے سے افضل ہے۔ (بدائع الصنائع، ج۲ص۳۴۰ طبع المکتبۃ الرشیدیۃ)

معلوم ہوا مسلمانوں کو ایذا دینا حرام ہے اور یہی ایذا نمازی کو اور وہ بھی اللہ عزّ وجل کے گھر میں دی جائے تو حرمت اشد ہو جائیگی۔

ایک حرمتِ مسلم دوسری حرمتِ مسجد تیسری حرمتِ عبادت۔ لہٰذا بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ لہٰذا موبائل فون مسجد میں آنے سے قبل ضرور بالضرور بند کردیں اگر بھول جائیں تو عمل قلیل کے ذریعے بند کردیں کیونکہ اس سے دیگر نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ساتھ ہی تکلیف دور کرنے کی نیت بھی کرلیں کہ من فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من کربات یوم القیمة یعنی جو مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالٰی اس سے قیامت کے دن کی تکالیف دُور کرے گا۔

مگر افسوس کہ اب کسی کے خشوع وخضوع اور ایذا و تکلیف پہنچنے کا خیال بالکل نہیں کیا جاتا، کاش ہم شریعت کے احکام کو سن کر اس پر عمل کرنے والے بن جائیں اور اپنی مساجد کو ہر قسم کی شرعی خرابی اور بالخصوص ان میوزیکل ٹونز (Musical Tones) سے محفوظ کرنے والے بن جائیں۔ اس کیلئے ہمیں علمی میدان میں آنا ہوگا اور خود بھی اس سے بچتے ہوئے دوسروں کو نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ہوگا۔ اور فقط یہ نہیں کہ مساجد میں تو میوزیکل ٹونز بند کردیں اور دیگر اوقات میں ان ٹونز سے لطف اندوز ہوں بلکہ باہر نکل کر بھی ان سے بچنا لازمی ہے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ موبائل ہاتھ میں لئے صرف ٹونز سنتے رہتے ہیں اور اپنے کانوں کو حرام سے پُر کرتے ہیں یہ بھی شرعاً جائز نہیں، لہٰذا صرف حاجت کیلئے Tone لگائیں تاکہ فون آئے تو ہم مطلع ہو جائیں اس کیلئے کوئی Simple سی بیل لگالیں اور اگر ہو سکے تو موبائل Tone بند کردیں اور صرف Vibration پر رہنے دیں۔ اس سے کئی فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم ٹونز بند کرنا بھی بھول جائیں اور مسجد میں آجائیں تو کسی کی تکلیف کا باعث نہیں بنیں گے اور نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل ڈالنے والے بنیں گے، نہ کسی کو ایذا پہنچے گی، نہ اللہ عزوجل کے گھر میں میوزیکل ٹونز کی آواز سنائی دیں گی اور ایک دُنیاوی فائدہ یہ بھی ہے کہ کسی کو معلوم تک نہ ہوگا کہ اس کے پاس موبائل فون بھی ہے، لہٰذا اِن شاءَ اللہ عزوجل موبائل فون چھننے سے بھی محفوظ رہیں گے۔

میوزیکل ٹونز (Musical Tones) بجانے اور اس کے سننے کا شرعی حکم

سورۃ القمان میں ہے،

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ (آیت نمبر:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں۔

مفسر قرآن حضرت امام الحافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی اپنی معرکۂ آراء تصنیف تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں

عطف بذکر حال الاشقیاء الذین اعرضوا عن الانتفاع بسماع کلام اللہ و اقبلوا علی استماع المزامیر والغناء بالالحان و آلات الطرب کما قال ابن مسعود فی قولہ تعالیٰ (و من الناس من یشتری لھو الحدیث) قال ھو واللہ الغناء یعنی یہاں ان بدبختوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو اللہ عزوجل کے کلام کو سن کر استفادہ کرنے کے بجائے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور گانے باجے اور آلات موسیقی کی دُھنیں سننے میں منہمک رہتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے پاک نام کی قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں، لھو الحدیث سے مراد گانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۶ ص ۳۳۰۔ طبع دار طیبہ للنشر)

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر در منثور میں فرماتے ہیں، و اخرج الحاکم فی الکنی عن عطاء الخراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت ھذہ الآیۃ (و من الناس من یشتری لھو الحدیث) فی الغناء والباطل والمزامیر یعنی امام حاکم علیہ الرحمۃ نے کنی میں حضرت خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت گانا گانے (یا گانا بجانے) اور اس قسم کے باطل امور اور آلات موسیقی کی مذمت میں نازل ہوئی۔

و اخرج آدم و ابن جریر والبیہقی فی سننہ عن مجاھد رضی اللہ عنہ فی قولہ (و من الناس من یشتری لھو الحدیث) قال: ھو اشتراؤہ المغنی والمغنیۃ بالمال الکثیر والاستماع الیہ والی مثلہ من الباطل یعنی امام آدم، ابن جریر اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنی سنن میں حضرت مجاہد علیہ رحمۃ سے روایت نقل فرمائی کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کا گانا گانے والا یا گانے والی کو کثیر مال کے عوض میں خریدنا، ان سے گانا سننا اور اس جیسے کام کرنا۔ (تفسیر در منثور، ج۸ ص۷۸)

اس سے معلوم ہوا کہ گانے والوں اور گانے والیوں کو بلوا کر گانے سننا بھی اسی آیت کے زیر تحت داخل ہے، اس سے ان لوگوں کو اصلاح کرنی چاہئے جو گلوکاروں، فنکاروں کو بلا کر ان کی بھاری فیسیں ادا کر کے Music Show اور Night Show کا انعقاد واہتمام کرتے ہیں وہ خود بھی حرام کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی گناہوں کے کاموں میں ملوث کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

امام خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے مطابق یہ آیت تمام باطل اُمور اور آلاتِ موسیقی کی مذمت میں دلیل ہے، لہٰذا جو کوئی جس طرح گانے باجے سنے یا بجائے، اگرچہ موبائل ٹون کی صورت میں ہو، جیسا کہ آج کل کے نوجوان اچھے اور مہنگے سے مہنگے موبائل اس لئے بھی لیتے ہیں کہ ان میں گانے باجے، ریکارڈ کر کے ذوق کی تسکین پوری کرتے ہیں اور صرف اس پر اکتفا نہیں بعض نوجوان تو موبائل میں Movies اور Sex Appeal Pictures بھی ڈاؤن لوڈ (Download) کر کے جب چاہیں جہاں چاہیں اس سے لطف اندوز ہو کر فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ موبائل فقط اس لئے لیتے ہیں اس کے ذریعے غیر محرموں سے رابطہ کریں، لہٰذا ان تمام کی خدمت میں بندۂ ناچیز کی عرض ہے کہ خدارا ہم اپنے حال پر ترس کھائیں اور جس مقصدِ حقیقی (یعنی ربّ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اسے راضی کرنے) کیلئے دُنیا میں آئے ہیں، اسے پورا کریں اور ان تمام خرافات سے توبہ کریں۔

انہ ھو التواب الرحیم بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (البقرۃ۔آیت نمبر:۳۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذِکر سے غافل کرے وہ **لہو الحدیث** میں داخل ہے، حرام ہے۔ دیکھو اذانِ جمعہ کے بعد تجارت اور دُنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہیں۔ حتیٰ کہ اگر زن (زوجہ) و فرزند اللہ کے ذکر میں آڑ بنے تو لہو ہے اس آڑ کو پھاڑ دو۔

بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آلاتِ موسیقی کے بجانے اور آلاتِ موسیقی کی آواز سننے کو حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ آلاتِ موسیقی ہاتھ سے بجانے والے ہوں جن کو **معازف** کہتے ہیں، یا وہ آلاتِ موسیقی منہ سے بجانے والے ہوں جن کو عربی میں **مزامیر** کہتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے، عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ثم الجرس مزامیر الشیطان (صحیح مسلم، ج۳ص۱۶۷۲۔طبع داراحیاء التراث العربی) یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، انما نہیت عن النوح عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند نغمة لهو ولعب و مزامیر شیطان و صوت عند مصیبة خمش وجوه و شق جیوب ورنة شیطان (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳ ص ۶۳ ۔ طبع مکتبۃ الرشد الریاض) یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے ایسی دو آوازوں (کے سننے) سے منع کیا گیا ہے جن میں فسق و فجور ہے، ایک وہ آواز جو گانے بجانے اور مزامیر شیطان سے متعلق ہے اور دوسری آواز جو مصیبت کے وقت منہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطانی چیخ و پکار سے متعلق ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے، و عن ابی امامة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ بعثنی رحمة و هدی للعالمین و امرنی ان امحق المزامیر والکنارات یعنی البرابط والمعازف (مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۶۹ طبع دارالکتب العربی) یعنی حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے منہ اور ہاتھ سے بجائے جانے والے آلاتِ موسیقی اور سازوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔

سنن البیہقی الکبری میں ہے، عن بن عباس قال ثم الدف حرام والمعازف حرام والکوبة حرام والمزامر حرام (سنن البیہقی الکبری، ج ۱۰ ص ۲۲۲ ۔ طبع دارالباز مکۃ المکرمہ) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دف حرام ہے (ہاتھوں سے بجائے جانے والے) آلاتِ موسیقی حرام ہیں، ڈگڈگی، بربط حرام ہیں اور بانسری حرام ہے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُرِّ مختار میں فرماتے ہیں، البزازیة الملاهی کضرب قصب و نحوه حرام لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفرای بالنعمة (ج ۶ ص ۳۴۹ ۔ طبع دارالفکر) یعنی کھیلوں (مزامیر) کی آواز سننا جیسے کہ بانسری وغیرہ حرام ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانِ اقدس کی بناء پر کھیلوں (مزامیر) کا سننا گناہ ہے اور وہاں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفرانِ نعمت ہے۔

حضرت علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رَدُّ الْمحتار میں فرماتے ہیں، والاطلاق شامل لنفس الفعل و استماعه کالرقص والسخرية والتصفيق و ضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانهازی الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار و غير ذلك حرام و ان سمع بغتة يكون معذورا و يجب ان يجتهد ان لا يسمع (ج۶ص۳۹۵۔طبع دارالفکر بیروت) یعنی (جہاں صاحب تنویرالابصار اور درمختار نے جو کرہ کل لهو (ہر کھیل (مزامیر) مکروہ ہے فرمایا) اس کا اطلاق نفس فعل کو بھی شامل ہے اور اس کے سننے کو بھی جیسے ناچنا، ٹھٹھا بازی، تالی بجانا، طنبور کے تار بجانا اور بربط، رباب، قانون (ایک قسم کا باجہ) مزامیر، جھانج (مجیرا طبلے کے ساتھ تال دینے کیلئے پیتل کی چھوٹی چھوٹی کٹوریاں) چنگ (ستار کی ایک قسم کا باجہ) اور بگل یہ سب مکروہ ہیں اس لئے کہ یہ کُفّار کا طریقہ ہے اور دَف بجانے کی آواز اور مزامیر وغیرہ کی آواز (چاہت کے ساتھ) سننا حرام ہے اور اچانک سننے مین آجائے تو معذور ہوگا اور اس پر واجب ہے کہ یہ کوشش کرے کہ نہ سن سکے۔

اگر ہم یہاں رُک کر ذرا غور کریں کہ ان مزامیر، باجوں، ٹونز وغیرہ کا بجانا حرام، ان کا سننا حرام اور گناہ اور جس جگہ یہ خرافات ہوں وہاں بیٹھنا فسق اور ان سے لذت حاصل کرنا کفرانِ نعمت ہے، تو یہی سب کام جب اللہ عزَّ وجل کے پاک گھر میں ہوں تو ان کی حرمت کتنی اشد ہوگی، شاید ہم اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے اور یہ افعال قبیح ربّ تعالیٰ کے غضب کو اُبھارنے والے ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح میں ہے، نهى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن تناشد الاشعار فى المسجد یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس حدیثِ مبارکہ کے تحت حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مرقاۃ المفاتیح** میں فرماتے ہیں، اى مذمومة یعنی اس سے مراد بُرے اشعار ہیں اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مراۃ المناجیح** میں فرماتے ہیں، اشعار سے مراد بُرے یا عشقیہ اشعار ہیں۔

جب مساجد میں فقط برے اشعار پڑھنا ممنوع ہے تو پھر آج کل کے گانے! یہ تو نہ صرف بُرے اور عشقیہ بلکہ ان میں کفریات کی بھرمار اور ساتھ ہی مزامیر کی جھنکار، قہار و جبار کے قہر و غضب کو للکار ہے، تو جب ایسے گانے موبائل ٹونز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے گھر میں بجیں گی تو جہاں مسجد کی بے ادبی ہوگی وہاں اللہ عزَّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی بھی ہوگی۔ ذرا ہم غور تو کریں!

شریعت نے مساجد کا کتنا ادب واحترام سکھایا ہے کہ مسجد میں دوڑنا یا بھاگنا زور سے قدم رکھ کر چلنا منع ہے جس سے دھمک کی آواز پیدا ہو۔ حتیٰ کہ جماعت بھی نکل رہی ہو اس وقت بھی دوڑنے کی اجازت نہیں۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف **بہارِ شریعت** میں فرماتے ہیں، نماز کیلئے دوڑنا مکروہ ہے۔ (ج ۱ حصہ سوم ص ۲۴۱ طبع شبیر برادرز) تو جس کی وجہ سے مساجد میں میوزک اور ٹونز کی آوازیں گونجیں تو یہ عمل شریعت میں کتنا سخت ناپسندیدہ عمل ہوگا۔

اگر یہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہوتا تو نہ جانے اس فعل پر کتنی سخت تجویز کی جاتی۔

صحیح بخاری کے باب رفع الصوت فی المسجد میں ہے، عن السائب بن یزید قال ثم کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطاب فقال اذهب فاتنی بهذین فجئته بهما قال من انتما او من این انتما قالا من اهل الطائف قال لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یعنی سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا تھا ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا تو امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ میں ان دونوں کو حاضر لایا فرمایا تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں فرمایا اگر تم اہلِ مدینہ سے ہوتے تو تمہیں میں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔ (ج ا ص ۷۹ا۔طبع دار ابن کثیر الیمامہ)

معلوم ہوا کہ جب آواز کا بلند کرنا اتنا سخت ناپسند ہے کہ اس پر حاکم وقت کو سزا دینا بھی جائز ہے (جیسا کہ مراۃ المناجیح میں مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی ہے) تو پھر موسیقی کی دھنیں جب مساجد میں بلند ہوں تو اس پر اگر حاکم وقت چاہے تو سخت سزا دے سکتا ہے مگر افسوس یہاں یہ جذبہ کہاں سے لائیں اسی لئے اس کا انتظام بھی خود ہی کرنا ہوگا کیونکہ شریعت کا حکم ہے کہ جو چیز ایذا دے اسے مسجد میں نہ آنے دو۔

در المختار مع رد المحتار میں ہے، واکل نحو ثوم و یمنع منه و کذا کل مئوذ ولو بلسانه (ج ۲ص ۵۲۵۔طبع مکتبہ رشیدیہ) یعنی جو شخص کچا لہسن کھائے یا اس جیسی چیز کچی پیاز یا مولی وغیرہ جن میں بدبو آتی ہے۔تو اس کو مسجد میں گھسنے سے منع کیا جائے گا اور ہر اسی طرح ہر وہ شخص جو ایذا دینے والا ہو اگرچہ زبان سے ایذا دے مسجد سے منع کیا جائے گا۔ اس مسئلہ کی اصل یہ حدیث شریف ہے:۔

صحیح مسلم کے باب باب نهی من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوهما میں ہے، عن جابر قال ثم نهی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن اکل البصل والکراث فغلبتنا الحاجة فاکلنا منها فقال من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا یقربن مسجد نا فان الملائکة تاذی مما یتاذی منه الانس یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیاز اور گندنا (ایک بدبودار قسم کی ترکاری ہے، جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں) کھانے سے منع فرمایا، ہم نے ضرورت سے مغلوب ہو کر انہیں کھالیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو ان بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ کیونکہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، ج ا ص ۲۰۹۔طبع قدیمی کتب خانہ)

دُرِّ مختار کی اس عبارت کی علت فتاویٰ شامی میں یہ لکھی ہے کہ علة النهی اذی الملائکة و اذی المسلمین یعنی منع کرنے کی علت فرشتوں اور مسلمانوں کو اذیت ہونا ہے۔پھر آگے لکھا ہے، و به افتی ابن عمر و هو اصل فی نفی کل من یتاذی به یعنی اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فتویٰ دیا اور ہر وہ شئے جس سے ایذا پہنچے، اس کو مسجد سے منع کرنے کی یہی اصل ہے۔ (ج ۲ص ۵۲۶۔طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مسجد میں موبائل ٹونز بند کروانے پر انعامِ خداوندی عزّوجل

سنن ابن ماجہ کے باب تطھیر المساجد و تطییبھا میں ہے، عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم من اخرج اذی من المسجد بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنۃ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۵۵ طبع قدیمی کتب خانہ)

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذیت کی چیز مسجد سے نکالنے پر جنت میں گھر بننے کی خوشخبری ہے، تو ایسی چیز جو لوگوں کیلئے نہ صرف باعثِ اذیت بلکہ انہیں گناہوں کے دلدل میں پھنسانے والی بھی ہو کیونکہ موسیقی کی آواز دل میں یوں نفاق اُگاتی ہے جیسے پانی گھاس اُگاتا ہے۔

چنانچہ الدر المختار میں ہے، اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات اس کے تحت رد المحتار میں ہے، رواہ فی السنن مرفوعا الی النبی بلفظ ان الغناء ینبت النفاق فی القلب یعنی سنن میں مرفوعاً حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے کہ بے شک گانا دل میں نفاق اُگاتا ہے۔ (ج ۶ ص ۳۴۸ طبع دار الفکر بیروت)

اور پھر ایسی آواز جو برائی کی طرف راغب کرنے والی ہو، اور وہ بھی عین اس حالت میں جب بندہ ربّ کے حضور سجدہ ریز ہو، اس بندہ کی توجہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر فانی دُنیا کی طرف کردینے والی ہو، ایسی اذیت ناک چیز کا مسجد سے نکال دینا (یعنی اس کا بند کروا دینا) کتنا زیادہ ربّ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل ہوگا اور باعث بشارت جنت ہوگا۔

مگر صد کروڑ افسوس! بعض تو منع کرنے کے باوجود بھی اس فعل قبیح سے باز نہیں آتے، کیونکہ یہ ان کی نگاہ میں اب گناہ ہی نہیں رہا (معاذ اللہ) بالکل صحیح فرمایا ہے میرے آقا و ملجاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:۔

صحیح بخاری کے باب ماجاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ میں ہے، لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف یعنی ضرور میری اُمت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو زِنا، ریشم، شراب اور ڈھول باجوں کو حلال ٹھہرائیں گے۔ (ج ۲ ص ۸۳۷ طبع قدیمی کتب خانہ)

لہٰذا ہمیں خود بھی ان مذموم حرکات سے بچنا چاہئے اور دوسروں کو بھی آگاہ کرنا چاہئے۔

دورانِ نماز بھی موبائل فون بند کرسکتے ہیں

دورانِ نماز بھی موبائل فون عمل قلیل کے ذریعے بند کرسکتے ہیں کیونکہ دورانِ نماز عمل قلیل کی اجازت ہے۔

مذکورہ صورحال کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں، پہلی صورت عمل قلیل کے اعتبار سے دوسری صورت نماز توڑنے کے اعذار کے اعتبار سے۔

پہلی صورت...... سب سے پہلے عمل قلیل اور عمل کثیر کی تعریف کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ بحرالرائق میں ہے، ثم اختلفوا فیما یعین الکثرۃ والقلۃ علی اقوال احدھا ما اختارہ العامۃ کما فی الخلاصۃ والخانیۃ ان کل عمل لا یشک الناظر انہ لیس فی الصلوۃ فھو کثیر وکل عمل یشتبہ علی الناظر ان عاملہ فی الصلوۃ فھو قلیل قال فی البدائع و ھذا اصح وتابعہ الشارح والوالجی و قال فی المحیط انہ الاحسن یعنی فقہائے کرام رحمہم اللہ کا کثیر اور قلیل کو معین کرنے میں اختلاف ہے۔ ان اقوال میں سے ایک قول جس کو جمہور فقہاء کرام نے اختیار فرمایا جیسا کہ خلاصہ اور خانیہ میں ہے۔ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عملِ کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ وشک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عملِ قلیل ہے۔ الامام علاء الدین ابی بکر بن سعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں، یہ قول اصح ہے اور شارح والوالجی نے اس کی موافقت کی ہے اور محیط میں فرمایا کہ یہ قول احسن ہے۔ (بحرالرائق، ج۲ص۱۲۔طبع دارالمعرفۃ بیروت)

در المختار مع رد المحتار میں ہے، ویفسدھا کل عمل کثیر لیس من اعمالھا ولا لاصلاحھا و فیہ اقوال خمسۃ اصحھا مالا یشک بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیھا وان شک انہ فیھا ام لا فقلیل (ج۲ص۴۶۴طبع مکتبہ رشیدیہ) یعنی ہر عمل کثیر جو نماز کے اعمال میں سے نہ ہو اور نہ نماز کی اصلاح کیلئے ہو۔ اس میں پانچ اقوال ہیں ان میں سب سے اصح قول یہ ہے کہ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عملِ کثیر ہے اور دُور سے دیکھنے والے کو شبہ وشک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عملِ قلیل ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے، القول الثانی ان ما یعمل عادۃ بالیدین کثیر وان عمل بواحدۃ کالتعمم و شد السراویل و ما عمل بواحدۃ قلیل و ان عمل بھما کحل السراویل ولبس القلنسوۃ و نزعھا الا اذا تکرر ثلاثا متوالیۃ الثالث الحرکات الثلاث المتوالیۃ کثیر والا فقلیل الرابع ما یکون مقصودا للفاعل بان یفرد لہ مجلسا علی حدہ الخامس التفویض الی رای المصلی فان استکثرہ فکثیر والا فقلیل یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ جو کام عادت میں دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہو وہ کثیر ہے اگرچہ نمازی اس کو ایک ہاتھ سے کرے جیسے عمامہ یا پاجامہ کا باندھنا اور جو ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہو وہ قلیل ہے اگرچہ نمازی دو ہاتھوں سے کرے جیسے پاجامہ اُتارنا اور ٹوپی کا پہننا یا اتارنا، مگر جب کہ تین بار لگاتار نہ کرے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تین حرکتیں متصل (لگاتار) عمل کثیر ہیں ورنہ قلیل ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ کرنے والے کا قصد ہی کثیر کا ہو یعنی جس کیلئے جداگانہ مجلس کرتا ہو۔ پانچواں قول یہ ہے کہ نمازی کی اپنی رائے پر موقوف ہے یعنی عمل کثیر وہ ہے جس کو نمازی خود کثیر (بہت زیادہ) سمجھے، ورنہ قلیل ہے۔ (ج۲ص۴۶۵ طبع مکتبہ رشیدیہ)

حاشیۃ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے، و ان حک ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاتہ اذا رفع یدہ فی کل مرۃ والا فلا تفسد لانہ حک واحداہ و قیل ما یقام بالیدین عادۃ کثیر وان فعلہ بید واحدۃ و ما یقام بید واحدۃ قلیل و ان فعلہ بیدین و قیل ان الکثیر ما یکون مقصودا للفاعل والقلیل بخلافہ و قیل انہ مفوض الی رای المبتلی فان استکثرہ فکثیر وان استقلہ فقلیل و ھذا اقرب الاقوال الی رای الامام کما فی التبیین یعنی اگر ایک رُکن میں تین بار کھجلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یعنی یوں کہ ہر بار کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا جائے (اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی) تو ایک مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور بعض نے کہا جو کام عادۃً دو ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ کثیر ہے اگرچہ کرنے والے نے ایک ہاتھ سے کیا ہو اور جو کام ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ قلیل ہے اگرچہ کرنے والے نے دو ہاتھ سے کیا ہو اور بعض نے کہا کہ کثیر وہ ہے کہ کرنے والے کا اِرادہ ہی کثیر کا ہو اور قلیل وہ ہے کہ کرنے والے کا مقصود کثیر کا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ کرنے والے کی اپنی رائے پر موقوف ہے یعنی عمل کثیر وہ ہے جس کو نمازی خود کثیر (بہت زیادہ) سمجھے اور عمل قلیل وہ ہے کہ نمازی خود اس کو سمجھے اور یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے زیادہ قریب ہے۔ (ج۱ص۴۳۸ طبع مکتبہ غوثیہ کراچی)

قواعد الفقه میں ہے، العمل الکثیر فی الصلاۃ ثم ھو ما یعلم ناظرہ ان مصل و قیل ما یحتاج فیہ الی الیدین و قیل ما یستکثرہ المصلی نماز میں عمل کثیر یہ ہے کہ دیکھنے والا یہ نہ جان سکے کہ یہ نماز میں ہے (یعنی اسے غالب گمان ہو جائے کہ یہ نماز میں نہیں) اور بعض نے کہا کہ عمل کثیر وہ ہے جس کیلئے دو ہاتھوں کی حاجت پڑے اور بعض نے کہا کہ عمل کثیر وہ ہے کہ جس کو نمازی کثیر سمجھے۔ (ج ا ص ۳۹۱۔طبع الصدف پبلشرز کراچی)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، العمل الکثیر یفسد الصلوۃ والقلیل لا کذا فی محیط السرخسی واختلفوا فی الفاصل بینھما علی ثلاثہ اقوال ان ما یقام بالیدین عادۃ کثیر و ان فعلہ بید واحدۃ کالتعمم ولبس القمیص و شد السراویل والرمی عن القوس وما یقام بید واحدۃ قلیل وان فعل بیدین کنزع القمیص و حل السراویل ولبس القلنسوۃ و نزعھا و نزع للجام ھکذا فی التبیین و کل ما یقام بید واحدۃ فھو یسیر مالم یتکرر۔

والثانی ......ان یفوض الی رای المبتلی بہ و ھو المصلی فان استکثرہ کان کثیرا و ان استقلہ کان قلیلا و ھذا اقرب الاقوال الی رای ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

والثالث......انہ لو نظر الیہ ناظر من بعید ان کان لا یشك انہ فی غیر الصلوۃ فھو کثیر مفسد وان شك فلیس بمفسد و ھذا ھو الاصح ھکذا فی التبیین۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ا ص ۱۰۳۔طبع قدیمی کتب خانہ)

ان عبارات کا خلاصہ گزر چکا ہے۔

جب ہم نے کثیر اور قلیل کی تعریف خوب اچھی طرح سمجھ لی تو آیئے اس صورت میں دورانِ نماز موبائل فون بند کرنے کے مسئلہ کو سمجھتے ہیں۔

اگر عمل قلیل کے ذریعے دورانِ نماز موبائل فون بند کیا جاسکتا ہے تو فوراً بند کرنا واجب ہے تاکہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس جیب میں موبائل فون بج رہا ہو تو جیب کے اوپر ہی سے اس خاص بٹن کو دبا دیں جس سے Tone بجنا بند ہوجائے یا پھر وہ بٹن دیا دیا جائے جس سے کال Cancle کی جاتی ہے۔ ہر موبائل استعمال کرنے والا موبائل بٹنوں کو بخوبی جانتا ہے اور بغیر دیکھے بھی مطلوبہ بٹن Press کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس طرح نہ ہو تو جیب میں ہاتھ ڈال کر بھی بند کیا جاسکتا ہے، جب ہم اپنی معمولی سی تکلیف کو دُور کرنے کیلئے اپنے ایک ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں تو اسی طرح بدرجہ اولیٰ دوسروں کو تکلیف سے بچانے کیلئے ایک ہاتھ استعمال کرکے موبائل فون Off یا Silent بھی کرسکتے ہیں کیونکہ دوسروں کو ایذا سے بچانا واجب ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کی رو سے پتا چلا۔

اور اگر اس طرح بند نہ ہو تو فوراً موبائل فون جیب سے نکال کر بند کردے اور یہ ایک ہاتھ سے بآسانی ہوسکتا ہے کیونکہ عادۃً موبائل فون جیب سے ایک ہاتھ ہی سے نکالا اور رکھا جاتا ہے اور مذکورہ تعریفات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جو کام عادۃً ایک ہاتھ سے ہو وہ قلیل ہے اگرچہ کرنے والے نے دو ہاتھ سے کیا ہو۔ بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ بولے، کیونکہ کلام سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور کلام میں تو قلیل وکثیر کا فرق بھی نہیں، بعض اہل عرب کو دیکھا گیا ہے کہ وہ عین نماز میں جب موبائل بجتا ہے تو کہہ دیتے ہیں صلوٰۃ یعنی نماز۔ اس سے اشارہ دیتے ہیں کہ ہم نماز میں ہیں لہٰذا فقط صلوٰۃ کہنا بھی مفسدِ نماز ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ اصح قول یہ ہے کہ جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عملِ کثیر ہے۔ لہٰذا اگر ایک ہاتھ نماز میں باندھا ہوا ہو دوسرے سے موبائل فون بند کردے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ اس صورت میں دیکھنے والے کو گمان غالب نہیں ہوتا جبکہ ایک ہاتھ بندھا ہوا ہو۔

کیونکہ ایک ہاتھ سے کام کرنے کو عملِ قلیل کہا گیا ہے اور خود فقہاء کرام نے ایسے مسائل بیان فرمائے جو نماز میں ایک ہاتھ سے کرسکتے ہیں مثلاً فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ان تقلد سیفا او نزعه لا تفسد صلاته و کذا و اذا تردی برداء او حمل شیا خفیفا یحمل بید واحدة او حمل صبیا او ثوبا علی عاتقه لم تفسد صلاته کذا فی فتاویٰ قاضیخان یعنی اگر گلے میں تلوار ڈالی یا نکالی تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر چادر اوڑھی یا کوئی ہلکی سی چیز اُٹھائی جس کو ایک ہاتھ سے اُٹھایا جاسکتا ہو، یا کسی بچہ کو یا کپڑے کو اپنے کاندھے پر اٹھایا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ا ص ۱۱۳۔ طبع قدیمی کتب خانہ)

لہٰذا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب تلوار گلے میں ڈال اور نکال سکتے ہیں اور چادر اوڑھ سکتے ہیں، ہلکی چیز اٹھا سکتے ہیں، بچہ یا کپڑے کو کاندھے پر رکھ سکتے ہیں تو موبائل فون ایک ہاتھ سے نکال کر بند بھی کر سکتے ہیں۔

اعتراض...... موبائل ٹونز بند کرتے وقت دیکھنے والے کو یہ گمان ہوگا کہ یہ نماز میں نہیں لہٰذا یہ عمل کثیر ہوا، اور نماز فاسد ہونی چاہئے؟

جواب...... اس کا جواب ضمناً دیا جاچکا ہے کہ جب ایک ہاتھ بندھا ہوا ہو، اور ایک ہاتھ سے بند کیا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں کیونکہ اس صورت میں دیکھنے والے کو گمان غالب نہیں ہوتا اور جب غالب گمان نہ ہو تو عملِ قلیل ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے ذِکر کیا اور مذکورہ فتاویٰ عالمگیری کی عبارت میں تو بچہ کو کندھے پر اُٹھا کر رکھنے کا ذکر ہے، تو جب بچہ کو اٹھایا جائیگا تو دیکھنے والا کیا گمان کرے گا، مگر فقہاء کرام نے فرمایا کہ لم تفسد صلاته نماز فاسد نہیں ہوگی۔

نماز میں ہر وہ عملِ قلیل جو نمازی کیلئے مفید ہو جائز ہے

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ولا باس بان یمسح العرق عن جبهته فی الصلاة کل عمل هو مفید لا باس بان به للمصلی وقد صح عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم انه سلت العرق عن جبهة وکان اذا قام من سجوده نفض ثوبه یمنه اویسرة یعنی حالتِ نماز میں اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے میں مضائقہ نہیں اور نبیِ کریم رؤف رّحیم علیه افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسینہ مبارک پیشانی مبارک سے پونچھا ہے اور جب سجدے سے کھڑے ہوتے تو کپڑے کو دائیں یا بائیں جانب سے جھاڑتے تھے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج ا ص ۱۰۷ طبع قدیمی کتب خانہ)

نورالایضاح میں ہے، ولا باس بمسح جبهته من التراب او الحشیش بعد الفراغ من الصلاة ولا قبل الفراغ اذا ضره او شغله عن الصلاة یعنی نماز سے فراغت کے بعد یا فراغت سے پہلے پیشانی سے مٹی یا گھاس صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ اس کیلئے باعثِ اذیت ہو یا اس کی وجہ سے نماز سے توجہ ہٹتی ہو۔ (یعنی نماز سے غافل ہوتا ہو)

اس کے تحت المراقی الفلاح میں ہے، ولا باس بمسحه (قبل الفراغ) من الصلاة (اذا ضره او شغله عن خشوع (الصلاة) مثل العرق یعنی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے (پیشانی سے مٹی یا گھاس) صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ اس کیلئے باعثِ اذیت ہو یا اس کی وجہ سے نماز میں خشوع وخضوع فوت ہوتا ہو، اس کا حکم پسینہ کی طرح ہے۔

(حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح، ج ا ص ۵۰۳ طبع المکتبۃ الغوثیہ کراچی)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلاء **محمد امجد علی اعظمی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **بہارِ شریعت** میں فرماتے ہیں، جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں یعنی جب کہ عملِ کثیر کی حاجت نہ ہو۔ (غنیۃ، شامی، ج ا ص ۶۱۱)

لہٰذا ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو شئے باعثِ ایذا ہو، یا خشوع وخضوع کو مفقود کرنے والی ہو اس کو ختم کر دیا جائے اور ہم بھی بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے رومال نکال کر منہ اور ناک صاف کر رہے ہوتے ہیں کچھ پسینہ پونچھ رہے ہوتے ہیں تو کچھ چہرے سے وُضو کی تری صاف کر رہے ہوتے ہیں تو کوئی قمیص آگے اور پیچھے سے صحیح کر رہے ہوتے ہیں تو کوئی سجدہ میں جاتے ہوئے پینٹ یا پاجامہ وغیرہ اوپر اُٹھا رہے ہوتے ہیں تو کوئی داڑھی سے کھیل رہے ہوتے ہیں لیکن ہم انہیں غیر نمازی تصوّر نہیں کرتے (بلکہ حالتِ نماز میں کپڑے سمیٹنا اور داڑھی سے کھیلنا مکروہِ تحریمی ہے جیسا کہ کتبِ عامہ میں موجود ہے)۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جو کام نمازی کیلئے مفید ہے جب اس کے کر لینے میں مضائقہ نہیں، تو جو سب کیلئے مفید ہو اس کے کر لینے میں کیا مضائقہ ہو سکتا ہے کیونکہ جب Tone بجتی ہے تو امام سمیت تمام مقتدیوں کی توجہ بھی اس کی طرف مبذول ہو جاتی ہے جو باعثِ اذیت ہے اور اس کا بند کر دینا سب کیلئے مفید ہے لہٰذا جیسے ہی موبائل بجنا شروع ہو فوراً ہی بند کر دیا جائے تا کہ دوسرے اس سے اذیت میں مبتلا نہ ہوں اور ویسے بھی جو چیزیں دل کو مشغول رکھیں ان کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے، یعنی ایسی چیز کی موجودگی میں جو دِل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت اور لہو ولعب وغیرہ۔ (درمختار، ج ا ص ۶۱۲)

فی زمانہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا حل کرنا نہایت ہی ضروری ہے، اسی لئے فقیر نے عمل قلیل کی صورت بیان کی ہے اور اگر عمل قلیل کے ذریعے بند کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً موبائل فون ایسی جگہ رکھا ہے جس کا نکالنا ایک ہاتھ کے ذریعے ممکن نہیں تو اب نماز توڑ کر بند کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ نماز توڑنے کے اعذار میں سے ایک عذر ہے۔ اِن شاءَ اللہ عزَّ وجل اس کا ذِکر آگے ہوگا تا کہ دیگر نمازیوں کو تشویش سے بچایا جائے اور ان کے خشوع وخضوع کو فوت ہونے سے بچایا جائے اور اللہ جل شانہ کے پاک گھر کو ان Musical Tones سے محفوظ وما مون رکھا جائے۔

اور ویسے بھی فقہ کا اصول ہے، سد الذرائع او حسم مادة وسائل الفساد یعنی ایسے ذرائع یا وسائل کی روک تھام کی جائے گی جو فساد یا ممنوع افعال کا سبب بنیں۔

صحیح مسلم میں ہے العینان زنا هما النظر والاذنان زناهما الاستماع یعنی آنکھوں کا زِنا (حرام) کی طرف دیکھنا ہے اور کانوں کا زِنا (بے حیائی کی بات) سننا ہے۔ (ج۴ص۲۰۴۷ طبع داراحیاء التراث العربی بیروت)

قرآن کریم وفرقان حمید کی سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا گیا،

ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة

ترجمۂ کنزالایمان : اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے۔

اس کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہٰذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت، عورت کی بے پردگی وغیرہ سب حرام ہیں، بخار روکنے کیلئے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کیلئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زِنا سے روکنے کیلئے ہے۔

اسی طرح آج کل موبائل ٹونز بھی مساجد میں فساد اور ممنوع افعال کا سبب بن رہی ہیں جیسا کہ مساجد کی بے حرمتی، نمازیوں کو تکلیف، قرأت میں غلطی کا ہوجانا، خشوع وخضوع کا فوت ہوجانا وغیرہ، لہٰذا ان ٹونز کی آوازوں کو مساجد سے ختم کرنا ہوگا اگرچہ موبائل بند کرنے کیلئے اسے اپنی نماز توڑنی پڑے۔ اس سے صرف یہ ہوگا کہ اس کو ہی تھوڑی تکلیف برداشت کرکے نماز ازسرِنو پڑھنی پڑے گی دیگر نمازی سکون سے عبادت کرسکیں گے۔ یہاں فقہ کے اس اصول سے کچھ رہنمائی ملتی ہے۔

جیسا کہ بحرالرائق میں ہے، اجتمع ضرر عام و ضرر خاص فیقدم دفع الضرر العام یعنی جب ضررِ عام اور ضررِ خاص جمع ہوجائیں تو ضررِ عام کے دفاع کو مقدم رکھا جائے گا۔ (البحرالرائق، ج۲ ص۱۸۲)

اسی طرح تبیین الحقائق میں ہے، **وکم من ضرر خاص یجب تحملہ لدفع الضرر العام** یعنی کتنے ہی ضرر خاص ایسے ہیں کہ جن کا برداشت کرنا واجب ہوجاتا ہے ضرر عام کو دُور کرنے کیلئے۔ (ج ۱۷، ص ۴۷۹)

اسی طرح مجمع الانہر فی شرح ملتقی البحر میں بھی ہے، **دفع ضرر عام بتحمیل ضرر خاص** ضرر عام کو دور کرنے کیلئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔ (ج ۴، ص ۴۰۳)

بالکل ایسی ہی صورت حال اس وقت سامنے آتی ہے جب کسی کی حالتِ نماز میں موبائل ٹون بج رہی ہو اور وہ اس کے بند کرنے پر فی الوقت قادر نہ ہو تو اب اس کی وجہ سے پوری مسجد کے نمازیوں کی توجہ اس موبائل ٹون کی طرف ہوجاتی ہے اور مقتدی تو مقتدی خود امام صاحب کی توجہ بھی اس کی طرف ہوجاتی ہے اور پھر مقتدیوں سمیت امام صاحب کا خشوع وخضوع بھی ختم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آپ اپنا موبائل عمل قلیل کے ذریعے فوری طور پر بند کریں اور اگر بند کرنا ممکن نہ ہو تو نماز توڑ کر اس کو بند کریں تاکہ دیگر لوگوں کو اس تکلیف سے نَجات ملے۔ کیونکہ مسجد میں بندہ اپنے ربّ سے تعلق کو پختہ کرنے حاضر ہوتا ہے اور یہ ٹونز بندے اور ربّ کے تعلق کے درمیان مُخل ہوجاتی ہیں اور جو چیز بندے کو اپنے ربّ سے غافل کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بھی ناپسند ہے۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے، **عن عقبۃ بن الحرث رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال صلیت وراء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینۃ العصر ثم قام مسرعا فتخطی رقاب الناس الی بعض حجر نسائہ ففزع الناس من سرعتہ فخرج علیہم فرای انہمقد عجبوا من سرعتہ فقال ذکرت شیئا من تبر کان عندنا فکرھت ان یحبسنی فامرت بقسمتہ** یعنی حضرت عقبہ بن حارث سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مدینۂ منوّرہ میں نماز پڑھی آپ نے سلام پھیرا، پھر تیزی سے کھڑے ہوئے، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے بعض بیویوں کے حجرے میں تشریف لے گئے لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلدی سے گھبرا گئے پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ کی جلدی سے تعجب کررہے ہیں فرمایا مجھے اپنے پاس سونے کا پترا یاد آگیا تو مجھے یہ ناپسند ہوا کہ وہ مجھے مشغول کرے میں نے اسکے تقسیم کردینے کا حکم دے دیا۔ اس کے تحت شرح میں فرماتے ہیں، مشغول رکھنے میں دو احتمال ہیں: **ایک یہ کہ** اسکی وجہ سے نماز میں دھیان بٹے کہ اسے کہاں سنبھالیں کہاں رکھیں۔ **دوسرے یہ کہ** ربّ تعالیٰ سے قرب خاص میں یہ حارج (حرج ڈالنے والا) ہو، یہاں شیخ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ماسوی اللہ کی طرف التفات مقرب بندوں کو بھی مشغول کرلیتا ہے یہ زہد اور ترکِ دنیا کی انتہا ہے کہ جو چیز یار سے آڑ بنے اسے پھاڑ دو...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو فرزند کے گلے پر چھری چلادی...... حضرت ادھم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے بیٹے ابراہیم کیلئے دعا کی، خدایا اس کو موت دے دے کہ اسے چومنے کی وجہ سے میں ایک آن تجھ سے غافل ہوگیا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۸۸، ۸۹۔ طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

قربان جائیں ان حضرات کے جذبۂ صادق پر، کاش ہمیں بھی ان کے جذبۂ صادق کا اِک آدھا ذرہ نصیب ہوجائے۔ آمین

آئیے اب دوسری صورت کی طرف چلتے ہیں تاکہ جب مسئلہ اس طرح حل نہ ہو تو پھر دوسری طرح حل کیا جائے۔

موبائل ٹونز بند کرنے کیلئے نماز توڑنے کی بھی اجازت ہے

اگر دورانِ نماز موبائل ٹونز بجی اور عمل قلیل کے ذریعے بھی بند کرنا ممکن نہیں تو اب نماز توڑ کر بند کر سکتا ہے۔ کیونکہ جس چیز کی وجہ سے نماز میں خلل واقع ہو تو چاہئے کہ نماز توڑ کر اس خلل ڈالنے والی چیز کو دُور کرے۔ مثلاً سانپ یا بچھو آجائے اور خوف ہے کہ کہیں ڈس نہ لے تو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے، اسی طرح شدید پاخانہ پیشاب کی حاجت درپیش آجائے اور اس کی وجہ سے نماز میں بے چینی یا خلل واقع ہو تو نماز توڑ دے۔ یو ہیں اپنے یا پرائے کے ایک دِرہم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً دودھ اُبل جائے یا گوشت ترکاری وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک دِرہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا۔ ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، و ان یدخل فی الصلاۃ وھو یدافع الاخبثین وان شغله قطعھا و کذا الریح یعنی اگر کوئی شخص اس حال میں نماز میں داخل ہوا کہ بول و براز (پاخانہ یا پیشاب) کی حاجت تھی اور اسکی وجہ سے (توجہ بٹے، یا خلل واقع ہو) یا یہ حاجت اسے نماز سے غافل کرے تو نماز توڑ دے۔ یہی حکم رِیح (ہوا) کا بھی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۱۱۸۔ طبع قدیمی کتب خانہ)

اسی طرح در المختار میں ہے، صلاتہ مع مدافعة الاخبثینا او احدھما او الریح یعنی بول و براز کی حاجت کو روکتے ہوئے یا دونوں میں سے ایک یا ریح (ہوا) کو روکتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے، سواء کان بعد شروعه او قبله فان شغله قطعھا ان لم یخف فوت الجنازۃ کخوف فوت الوقت یعنی بول و براز کی حاجت نماز شروع کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں ہو دونوں یکساں ہیں، پس اگر اس کی وجہ سے نماز سے توجہ بٹے یا خلل واقع ہو تو نماز توڑ دے جبکہ جنازہ یا وقت کے فوت (ختم) ہو جانے کا خوف نہ ہو۔ (در المختار مع رد المحتار، ج ۲ ص ۴۹۲۔ طبع مکتبہ رشیدیہ)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جب نماز میں خلل واقع ہو یا توجہ بٹے تو نماز توڑ کر اس کو دُور کرنے کی اجازت ہے لہٰذا جب موبائل Tones دورانِ نماز میں بجے تو عمل قلیل کے ذریعے بند کرنے کی پوری کوشش کرے، ورنہ نماز توڑ کر بند کرے کیونکہ اس ایک کی وجہ سے سب کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے، توجہ بھی بٹتی ہے اور خشوع و خضوع میں بھی فرق آتا ہے۔

حالتِ نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کی بھی اجازت ہے۔

الھدایۃ میں ہے، ولاباس بقتل الحیۃ والعقرب فی الصلاۃ لقولہ علیہ السلام اقتلوا الاسودین ولو کنتم فی الصلوٰۃ ولان فیہ ازالۃ الشغل فاشبہ درء المار یعنی حالتِ نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، دو کالے جانوروں (یعنی سانپ اور بچھو) کو قتل کر دو اگرچہ تم حالتِ نماز میں ہو۔ اسلئے کہ ایسا کرنے سے دل غافل و مشغول ہونے سے بچ جائے گا اور یہ (فعل) گزرنے والے کو روکنے کے مشابہ ہوگیا۔ (الھدایۃ، اولین، ص۱۴۳۔ طبع مکتبہ شرکۃ علمیۃ)

فتاوئ عالمگیری میں ہے، انما یباح قتل الحیۃ او العقرب فی الصلاۃ اذا بین یدیہ و خاف ان یؤذیہ فاما کان لا یخاف الاذی فیکرہ یعنی حالتِ نماز میں سانپ بچھو کا مارنا اس وقت مباح ہے کہ جب اس کے سامنے آجائے اور ایذا دینے کا بھی خوف ہو اور اگر ایذا دینے کا خوف نہیں تو اب مارنا مکروہ ہے۔ (فتاوئ عالمگیری، ج ۱ص ۱۱۵)

اس کی اصل یہ حدیث مبارک ہے: سنن ابن داؤد کے باب باب العمل فی الصلاۃ میں ہے، عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اقتلوا الاسودین فی الصلاۃ الحیۃ والعقرب یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دو کالے جانوروں (سانپ اور بچھو) کو نماز میں مار دیا کرو۔ (سنن ابی داؤد، ص ۱۳۳۔ طبع المکتبہ الحقانیہ)

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درمختار میں فرماتے ہیں، و یباح قطعھا النحو قتل حیۃ و ند دابۃ و فور قدر و ضیاع ما قیمتہ درھم لہ او لغیرہ و یستحب لمدافعۃ الاخبثین اللخروج من الخلاف ان لم یخف فوت وقت او جماعۃ یعنی نماز توڑ دینا مباح ہے جب اس جیسے عذر ہوں جیسے سانپ وغیرہ کے مارنے کیلئے (جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو) یا کوئی جانور بھاگ گیا (اس کے پکڑنے کیلئے) یا ہانڈی کا اُبلنا یا یا اپنے یا پرائے کے ایک دِرہم کے نقصان کا خوف ہو۔ اور مستحب ہے نماز کا توڑ دینا پاخانہ اور پیشاب کی شدت کے وقت۔ (درالمختار مع ردالمحتار، ج ۲ص ۵۱۳)

الامام علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدائع الصناع کے کتاب الصلاۃ میں فرماتے ہیں، ولاباس بقتل العقرب او الحیۃ فی الصلاۃ لانہ یشغل القلب و ذلک اعظم من قتلہ یعنی حالتِ نماز میں سانپ یا بچھو کو مارنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ (ان کی وجہ سے دِل عبادت سے غافل) اور ان کی طرف شاغل ہو جاتا ہے اور دل کو مشغولیت سے بچانا زیادہ اہم ہے ان چیزوں کو مارنے سے۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف بہارِ شریعت میں عالمگیری اور غنیۃ کے حوالے سے فرماتے ہیں، سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی رہے گی مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱ حصہ ۳ ص ۲۳۳ طبع شبیر برادرز)

لہٰذا مذکورہ تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حالتِ نماز میں سانپ ، بچھو کو مارنے کی اس وجہ سے اجازت ہے کہ ایک تو یہ باعثِ اذیت ہے اور دوسرا ان کی وجہ سے توجہ بٹے گی اور دِل مشغول ہوگا، تو لامحالہ خشوع وخضوع میں فرق آئے گا۔ اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ موبائل ٹونز کا بجنا بھی باعثِ اذیت اور دل کو اپنی طرف مشغول کرنے والا اور خشوع وخضوع کو ختم کردینے والا ہے تو اس کو بھی بند کردینا چاہئے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایذا دینے والی چیزوں کو ختم کردینے کی اجازت ہے اور اگر ایذا کا خوف ہو تو حالتِ نماز میں موذی شئے کو ختم کردینا مباح ہے۔ جبکہ موبائل ٹونز سے ایذا کا خوف نہیں بلکہ غالب گمان ہے کہ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی اور خشوع وخضوع میں فرق آتا ہے پھر جزئیات میں یہاں تک لکھا ہے کہ ان چیزوں کو مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہوجائے۔ اس سے ہمارا مسئلہ واضح ہوکر سامنے آگیا کہ جب موبائل ٹونز بند کرنا عمل قلیل کے ذریعے ممکن نہ ہو اب اس کو اپنی نماز توڑ کر بند کریں۔

آخر میں ایک بار پھر نمازیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ جب بھی مساجد میں حاضری کا شرف نصیب ہو تو مسجد میں داخل ہونے سے قبل ہی موبائل Off یا Silent کردیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم